

دولت تو سایہ کی طرح ہے!

22 فروری 1937 کو بین الاقوامی جریدے، ٹائمس کے سروق پر دنیا کے امیر ترین انسان کی تصویر چھپی۔ اسکے پاس دوارب ڈالر کے اٹاٹے تھے۔ جو امریکہ کی اس وقت کی جی ڈی پی کے دو فیصد کے برابر تھے۔ ہندوستان کی پوری پیداوار اس زمانے میں محض ایک ارب ڈالر تک محدود تھی۔ یہ شخص عثمان علی خان حیدر آباد کن کا نظام تھا، بلکہ آخری نظام تھا۔ ہندوستان کی کل پیداوار سے بھی زیادہ امیر تھا۔ حیدر آباد حکمرانی کے لحاظ سے ایک مسلمان ریاست تھی۔ بے انتہا دولت کی وجہ، گولنڈھ کے مقام پر ہیروں کی کانوں کا موجود ہونا تھا۔ پوری دنیا میں یہ ہیروں کی کان کنی کی سب سے لا جواب جگہ تھی۔ وہاں کی تمام پیداوار کا مالک میر عثمان تھا۔ کانوں میں ایک لاکھ مزدور کام کرتے تھے۔ حیدر آباد کی ریاست بر صیر کی تمام ریاستوں میں سب سے امیر سلطنت تھی۔ رقبہ کے لحاظ سے 214,190 مربع کلومیٹر کی یہ ریاست یوکے کے برابر تھی۔ دولت، اقتدار اور حکمرانی کامل اپ افسانوی حد تک درست تھا۔ نظام کو ہیروں کا آزاد ہد شوق تھا۔ اسکے والد کو بھی زندگی میں قیمتی پتھروں سے محبت تھی۔ جیکب نام کا ایک ہیرا جو 1841 کیرٹ کا تھا، میر عثمان اسے کاغذات پر پیپرویٹ کے طور پر استعمال کرتا تھا۔ شائد آپ کو یقین نہ آئے، کہ دنیا کا پانچواں بیش قیمت ہیرا، میر عثمان کا والد اپنے جو تے پر استعمال کرتا تھا۔ نظام کے پاس سات محیر العقول سطح کے خوبصورت تعمیر شدہ محل تھے۔ جن میں پانچ ہزار خادم کام کرتے تھے۔ جواہرات سے لدا ایک ٹرک، میر عثمان کی خوابگاہ کی کھڑکی کے نزدیک کھڑار ہتا تھا۔ نظام اسکو اپنے سامنے دیکھ کر دلی مسرت حاصل کرتا تھا۔ نظام 1911 سے لیکر 1948 تک اس خوبصورت ریاست کا مکمل والی رہا۔ اسے برطانوی حکومت کی طرف سے ایکس توپوں کی سلامی دیجاتی تھی۔ یہ اعزاز پورے بر صیر میں گنتی کے حکمرانوں کو حاصل تھا۔

اپنے دورِ اقتدار میں نظام نے ریاست کی حد درجہ بہترین اور جدید انداز سے تعمیر نوکی۔ ہسپتال، آبی ذخائر، ہسپتال، یونیورسٹیاں، ریل، بجلی کا نظام، بینک اور ہر طرح کی فلاجی تعمیرات میں مصروف کار رہا۔ 1947 میں ملکہ الز بتحہ دوم کی شادی پر نظام نے ہیروں کا ایک ہار تھفہ میں دیا۔ اسے نظام نیکلس کا نام دیا گیا تھا۔ پوری دنیا سے ملکہ کو دیے جانے والے تھفون میں یہ سب سے بیش قیمت تھا۔ ملکہ آج بھی اسے خصوصی تقاریب میں زیب تن کرتی ہے۔ اگر موجودہ حساب سے نظام کی دولت کا تخمینہ لگایا جائے تو وہ 1237 ارب ڈالر کے لگ بھگ بنتی ہے۔ انسان اتنی کثیر دولت کا قیافہ لگاتے لگاتے گھبرا جاتا ہے۔ 1948 میں میر عثمان کی حکومت کا خاتمه کر دیا گیا۔ اسکے بعد وہی ہوا، جو تاریخ میں ہر بادشاہ اور اسکی اولاد کے ساتھ مسلسل ہوتا آیا ہے۔ بھرپور منفی تبدیلی اور زمانے کے ہاتھوں ناقداری۔ ہندوستانی حکومت نے ریاست کو ختم کر کے رکھ دیا۔ اس سے آج کے تین صوبے برآمد ہوئے۔ اندھرا، بہمنی اور میسور کے اندر نظم ہوئی ریاست، ہوا میں تحلیل ہو کر رہ گئی۔ آج یہ صرف اور صرف لوگوں کے ذہنوں تک محدود ہے۔ یہاں سے یہ المناک نتیجہ بھی برآمد ہوتا ہے۔ نظام کی جائیداد کے سینکڑوں وارث تھے۔ جواب ہزاروں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ یہ عدالتوں، تھانوں، حکومتی دفتروں میں ایک دوسرے سے گالم گلوچ کرتے ہیں۔ قیمتی اشیاء کی چوری پر ایک دوسرے کے خلاف پرچے کرواتے ہیں۔ عدالتوں میں جائیداد میں

حصہ حاصل کرنے کیلئے مقدمہ دائر کرتے ہیں۔ ہر وقت کی کشمکش اور مارپیٹ نے اس عظیم بادشاہ کی اولاد کو زمانے میں صرف مذاق بناؤ کر رکھ دیا ہے۔ خوفناک اور خون کے آنسو رلانے والا مذاق۔ وہ دولت جسکے بل بوتے پر ایک خاندانی جاہ و جلال قائم تھا، آج وہ بھی ختم ہو چکی ہے۔ ہندوستان کی مرکزی حکومت نے اس دولت پر سب سے بڑی ڈاکہ زنی کی۔ حالیہ دور میں نظام کی اولاد صرف اور صرف دھول چاٹ رہی ہے۔

اگر نظام کی خیرہ کن دولت کے انبار ختم ہو گئے، تو پھر موجودہ صورتحال میں امیر لوگوں کی کیا اوقات ہے۔ اپنے آپ کو صرف پاکستان تک محدود کرتا ہوں۔ آپ ایک کاغذ پیش لیجئے۔ اس پر دس سال کی ترتیب سے ایک خانہ بنائیے۔ یعنی 1947 اور اس طرح آگے چلیے۔ 1947 میں پاکستان کے امیر تین دس خاندان کوں سے تھے۔ آپ حیران رہ جائیں گے کہ آج یعنی 2021 میں ان میں سے اکثریت گنمای کے اندر ہیرے میں غائب ہو چکی ہے۔ انہیں کوئی بھی نہیں جانتا۔ اکثریت کیلئے اب وہ دھن لے سے ناموں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ غور کیجئے۔ دولت محدود سے عرصے کے بعد ٹھکانہ بدل لیتی ہے۔ یہ کسی کے پاس بھی مستقل نہیں رہتی۔ دولت کا سنبھال پرندہ، علاقہ، ملک، نسل، دین اور کسی بھی نظام سے اوپھا اڑتا ہے۔ کسی ایک خاندان پر مستقل بسیر انہیں کرتا۔ کل کے سرمایہ دار لوگ، آج کے متوسط بلکہ طبقے میں شامل ہیں۔ یہ ایک ایسا تکلیف دہ موضوع ہے، جس سے سبق سیکھنا چاہیے۔ مگر اس سے کوئی بھی سبق سیکھنے کیلئے تیار نہیں اور نہ ہو گا۔ ہر انسان یہ سمجھتا ہے کہ دولت ہمیشہ اسکی تجویری میں محفوظ رہیگی۔ مگر بہت قلیل عرصے میں وہ تجویری اور ٹھکانہ بدل لیتی ہے۔ ماضی کے حوالے سے دور مت جائیے۔ ملک امیر محمد خان جو آج کے مکمل پاکستان کے دبدبہ والے مثالی گورنر تھے۔ انکی کالا باعث سٹیٹ تقریباً ایک سو ستر میل تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس میں کالا باعث کا ذاتی گیست ہاؤس، میلوں پر محیط شکارگاہیں اور قیمتی رقبے شامل تھے۔ نواب صاحب کے گیست ہاؤس میں امریکی صدر آئرن ہا در 1952 میں قیام کر چکا ہے۔ ایوب خان، سکندر مرزا، ذوالفقار علی بھٹو تمام وہاں رہنا پسند کرتے تھے۔ ملک صاحب کی شکارگاہوں میں پاکستانی صدور، وزراء اعظم اور غیرہ ملکی کثرت سے آتے تھے۔ انکا شایان شان استقبال کیا جاتا تھا۔ انہیں شاہانہ مہمان نوازی سے برتا جاتا تھا۔ ماضی قدیم کی بات نہیں کر رہا۔ 1958 سے لیکر 1966 تک ہر طاقت اور نیس آدمی، نواب آف کالا باعث کامہمان رہا ہے۔ یہ باعث تو قیر سمجھا جاتا تھا۔ مگر 2021 میں کھڑے ہو کر کالا باعث سٹیٹ کی طرف گردن موڑ کر دیکھیے۔ ہر چیز موجود ہے مگر حقیقت میں سب کچھ معدوم ہو چکا ہے۔ آج اس جا گیر کے والی وارث موجود ہیں، مگر ان میں سے ایک بھی نواب آف کالا باعث، ملک امیر محمد خان کی سطح کا فدا اور انسان نہیں ہے۔ خاندانی اور مالی عظمت کافی حد تک حالات کی دھول میں آٹ چکی ہے۔ مقامی سطح پر بھی خاندان کے معاملات بہت اعلیٰ نہیں ہیں۔ آگے لکھنا نہیں چاہتا۔ دل دکھتا ہے۔ نواب صاحب کے ایک قربی عزیز سے چند برس پہلے ملنے کا اتفاق ہوا۔ خوشگوار ملاقات کے بعد صرف ایک جملہ ذہن میں آیا کہ وقت کتنی طالم چیز ہے۔ سونے کو مٹی بنادیتا ہے اور خاک میں لختہ ہوئے کوہیر ابنا کر دوام دے دیتا ہے۔

اب ملک کے حکمرانوں کی طرف آتھوں۔ ہمارے ملک کے سیاسی خاندانوں کی علمی سطح حد درجہ پست ہے۔ اسیلے شاہد انہیں اور اک نہ ہو پائے کہ جس دولت کے بل بوتے پر آج وہ اپنے جھوٹ کو سچ بنانا کر پیش کر رہے ہیں وہ تو صرف اور صرف ایک سایہ ہے۔ یہ

تو کسی کے پاس نہ رہی ہے اور نہ رہیکی۔ سیاسی حکمرانوں کا ذکر اسلیے بھی ضروری ہے کہ کروڑوں لوگوں کا مقدار ان سے جڑا ہوا ہے۔ ہر سیاسی قائد کے آن گنت مرید، چاہئے والے اور درباری ہیں۔ ویسے عجیب بات ہے کہ یہ درباری بھرپور طریقے سے ہر سیاسی قائد کو فاداری کے نام پرلوٹتے ہیں۔ اور اپنے دام لگاتے ہیں۔ یہ وہ گدھ ہیں جو سیاسی ٹہنیاں مفاد کی خاطر بدلتے رہتے ہیں۔ حقیقت یہ بھی ہے کہ ہمارے موثر ترین سیاسی خاندان نو دولتیے ہیں۔ ان میں نئی نئی دولت کا تکبیر بھرپور طریقے سے شامل ہے۔ یہ میر غوثان کے والد کی طرح کروڑوں روپے کا ہیرا جوتے میں لگانے کا کام تو نہیں کر سکتے۔ مگر یہ ہر مقام پر اپنے ثقیتی کپڑے، گھڑیاں، جوتے، بیگزاں اور گاڑیوں کی نمائش ضرور کرتے نظر آتے ہیں۔ انکے بزرگ سائیکلوں اور معمولی سواریوں پر شاد تھے۔ مگر ان سیاسی خاندانوں کے فرزند اور دختر ان، ذاتی یادوستوں کے عطیہ شدہ پرائیویٹ ہوائی جہازوں پر سفر کرنا صائب سمجھتے ہیں۔ ان میں سے اکثر جب بھی لندن یا امریکہ جاتے ہیں اور اقتدار کے مالک ہوں، تو یہ حکومتی خرچ پر کرایے کے کشادہ جیش پر سفر کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ وہاں جا کر حکومتی خرچ پر قیمتی ترین گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں۔ انکی بھوک بھی بھی ختم نہیں ہوتی۔ یہ ہمارے وسائل پر بیرونی ممالک کے ان ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں، جہاں عام گورے جانے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ حکومتی وسائل پر عیش کرنے والے یہ امیر ترین سیاسی خاندان، ویٹر کوٹپ تک دل کھوں کر سر کاری پیسوں سے دیتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ملک پر حرم کرنے کیلئے تیار نہیں۔ غیر ملکی بینکوں میں انکا پیسہ محفوظ پڑا رہتا ہے۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دولت ہمیشہ انکا ساتھ دیگی۔ ایسے ایسے ادنیٰ واقعات ہیں جہنیں بیان کروں تو کلیجہ پھٹتا ہے۔ اور بیان نہ کروں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ویسے ایک بات ہے کہ اب اس ملک میں مکمل سچ لکھنا ناممکن ہو چکا ہے۔ اگر لکھ بھی دیں تو کم از کم کوئی اخبار بھی اسے چھاپنے کی بہت نہیں کریگا۔

ہمارے ہر سیاسی خاندان کو آخری نظام کی سچی کہانی کو کیلے بیٹھ کر پڑھنا چاہیے۔ بلکہ میرا تو مشورہ ہے کہ ہر ایک کو اسے آز بریا د کرنا چاہیے۔ دولت انسان کی بنیادی ضروریات پوری کرتی ہے۔ مگر اس میں بھی کئی سوالات ہیں۔ بنیادی ضروریات کی ہر شخص کی اپنی تشریح ہے۔ اور دولت کتنی ہونی چاہیے۔ اس پر بھی ہر ایک دوسرے سے مختلف سوچتا ہے۔ دولت اتنی ہونی چاہیے کہ کسی بھی طور پر دوسرے کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے پڑیں۔ اگر نظام آف حیدر آباد کی اولاد، دو بلین ڈالر، موجودہ 237 بلین ڈالر ہونے کے باوجود صرف ستر سال میں دولت سے محروم ہیں۔ تو ہمارے سیاسی خاندانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ سرکاری خزانہ کو لوٹ کر امیر بننے سے شائد وہ وقتی طور پر عظمت کی منصب پر برآ جمان نظر آتے ہیں۔ مگر بہت قلیل مدت میں یہ دولت، اپنا گھر بدل لیگی اور پھر وہی ہو گا جو نظام کی اولاد کے ساتھ زمانہ آج کر رہا ہے! بہت تھوڑی دیر میں انکا وقتی تکبیر خاک میں مل جائیگا۔ تاریخ کا سب سے بڑا سچ یہ ہے کہ اصل میں دولت صرف اور صرف سایہ کی طرح ہے!